استفتاء

حضرت مفتی صاحب شادی بیاہ کے موقع پر **نیوتا** دیا جاتا ہے، کچھ رشتہ دار اور دوست احباب اس نیت سے رقم دیتے ہیں کہ بعد میں ہماری کسی تقریب پر بھی ہمیں یہ رقم یا اس سے زائد واپس مل جائے گی اور بعض لوگ اس نیت سے دیتے ہیں کہ شادی اور خوشی کا موقع ہے کچھ نہ کچھ نقدی رقم دینی چاہیے تاکہ صاحبِ تقریب اپنی ضرورت کی کوئی چیز خرید سکے اور یہ رقم دلی خوشی سے دیتے ہیں انہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ یہ واپس ملنی ہے یا نہیں۔ کیا اس طرح معاملہ کرنا درست ہے یا نہیں۔؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: عبدالصبور

دارالافتاء
فتویٰ نمبر 92/7
مورخہ ۴۳۹/۵/۲۴
عبد القادر المالیہ صادق آباد ضلع رحیم یار خان پاکستان

الجواب حامداو مصلیا

آج کل شادی کے موقع پر **نیوتا** کے نام سے جو رسم جاری ہے، فقہاء کرام نے اس لین ودین کو ناجائز لکھا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اس رقم کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے، اس اعتبار سے یہ رقم قرض بن جاتی ہے، جس کا لین دین درج ذیل مفاسد کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(1)۔۔۔۔ بلاضرورت قرض لیا جاتا ہے۔

(2)۔۔۔۔ قرض کو استطاعت کے بعد فوراً ادا کرنا چاہیے، لیکن رقم واپس کرنے کے لیے اس میں دینے والے کے ہاں کسی تقریب کا انتظار کیا جاتا ہے۔

(3)۔۔۔۔ بعض اوقات لینے والے کی موت واقع ہو جاتی ہے اور اس نے ابھی تک اپنا یہ قرض ادا نہیں کیا ہوتا اور ورثاء بھی اس قرض کو ادا نہیں کرتے۔

(4)۔۔۔۔ عموماً جب رقم واپس کی جاتی ہے تو وصول کی ہوئی رقم سے زائد دی جاتی ہے جو کہ "کل قرض جر نفعاً فھو ربا" (ہر وہ قرض جس سے نفع حاصل کیا جائے وہ سود ہے) کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے سود بن جاتا ہے۔

(5)۔۔۔۔ یہ رقم خاندان یا معاشرہ کے دباؤ کی وجہ سے بغیر دلی رضامندی کے لی اور دی جاتی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے کہ کسی شخص کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔

(6)۔۔۔۔ ریا اور نمود کی وجہ سے یہ رقم لی اور دی جاتی ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ العزیز تفسیر معارف القرآن میں "وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس" کی تفسیر میں اس رسم کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس آیت سے ایک بری رسم کی اصلاح کی گئی جو عام خاندانوں اور اہل قرابت میں چلتی ہے وہ یہ کہ عام طور پر کنبے رشتے کے لوگ جو کچھ دوسرے کو دیتے ہیں، اس پر نظر ہوتی

Scanned by CamScanner

ہے کہ وہ بھی ہمارے وقت پر کچھ ادا کرے گا، خصوصاً نکاح، شادی وغیرہ کی تقریبات میں جو کچھ دیا جاتا ہے، اس کی یہی حیثیت ہوتی ہے جس کو عرف میں نیوتا کہتے ہیں، اس آیت میں ہدایت کی گئی ہے کہ اہل قرابت کا جو حق پہلی آیت میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کو یہ حق اس طرح دیا جائے کہ نہ ان پر احسان جتائے اور نہ کسی بدلہ پر نظر رکھے اور جس نے بدلہ کی نیت سے دیا اس کا مال دوسرے عزیز رشتہ دار کے مال میں شامل ہونے کے بعد کچھ زیادتی لے کر آئے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا کچھ درجہ اور ثواب نہیں، قرآن کریم نے اس زیادتی کو رباسے تعبیر کرکے اس کی قباحت کی طرف اشارہ کردیا ہے کہ یہ صورت سود کی سی ہوگئی۔ (معارف القرآن ج 750/6)

البتہ یہ ساری تفصیل اس وقت ہے جبکہ اوپر ذکر کیے گئے مفاسد پائے جائیں، لیکن اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تعاون کی نیت سے، اپنی دلی خوشی سے شادی کے موقع پر ہدیہ دے، اور واپس لینے کا کوئی ارادہ نہ ہو تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ باعثِ اجر وثواب ہے۔ تاہم اس تعاون کی بہتر صورت یہ ہے کہ شادی کے موقع سے پہلے یا شادی کے بعد رقم دے کر تعاون کردیا جائے۔

الشامية (696/5)

وفي الفتاوى الخيرية سئل فيما يرسله الشخص إلى غيره في الأعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم القرض فيلزمه الوفاء به أم لا؟ أجاب: إن كان العرف بأنهم يدفعونه على وجه البدل يلزم الوفاء به مثليا فبمثله، وإن قيميا فبقيمته وإن كان العرف خلاف ذلك بأن كانوا يدفعونه على وجه الهبة، ولا ينظرون في ذلك إلى إعطاء البدل فحكمه حكم الهبة في سائر أحكامه فلا رجوع فيه بعد الهلاك أو الاستهلاك، والأصل فيه أن المعروف عرفا كالمشروط شرطا.

دارالافتاء
فتویٰ نمبر 92/7
مورخہ ۱۴۳۹/۵/۲۱

واللہ اعلم بالصواب

عمار یاسر شاہ عفی عنہ

کتبہ: عمار یاسر شاہ عفی عنہ

دارالافتاء صادق آباد

21/ جمادی الاولیٰ 1439ھ بمطابق 08/فروری 2018ء

دستخط: مفتی **محمد ابراہیم صاحب** دامت برکاتہم

الجواب صحیح

محمد ابراہیم

۱۴۳۹/۵/۲۲ھ

مفتی

دستخط: مفتی **طارق بشیر صاحب** مدظلہم

الجواب صحیح

ابو حنظلہ ... عفی عنہ

۱۴۳۹/۵/۲۲ھ

نائب مفتی

دستخط: مفتی **احسن عزیز صاحب** مدظلہم

الجواب صحیح

... عفی عنہ

۱۴۳۹/۰۵/۲۱ھ

نائب مفتی

نوٹ: ۱۔ جواب سوال کے مطابق ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری مستفتی پر ہے۔

۲۔ ادارہ کسی بھی قانونی وغیرقانونی کارروائی کی صورت میں کسی بھی قسم کا ذمہ دار نہیں اور نہ ہی فریق بنے گا۔

Scanned by CamScanner